جو خود کو محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرتا ہے اُسے قوی بھی ہونا چاہئے اور امین بھی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍مارچ ۱۹۷۲ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

انبیاء علیہم السلام قوی بھی ہوتے ہیں اور امین بھی اور پھر انبیاء میں سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ امین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اسی لئے ہمیں اسوۂ نبوی کی پیروی کی طرف توجہ دلائی گئی اور اس پر عمل پیرا ہونے کی سختی سے تلقین کی گئی ہے۔ پس ہر وہ شخص جو خود کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب کرتا ہے، اُسے قوی بھی ہونا چاہئے اور امین بھی۔

قوی کے معنے صرف یہی نہیں ہوتے کہ کوئی آدمی زیادہ بوجھ اُٹھالے۔ قوی کے معنی دراصل یہ ہوتے ہیں کہ آدمی ہر اُس ذمہ داری کو حسن وخوبی سے ادا کر سکے جس کے اُٹھانے کی اُسے تلقین کی گئی اور جس کے نباہنے کی اُسے تعلیم دی گئی ہے۔ غرض صرف WEIGHT LIFTING (ویٹ لفٹنگ) یعنی مادی بوجھ کو اُٹھانے ہی کے معنے میں قوی کا لفظ استعمال نہیں ہوتا مثلاً قوتِ برداشت ہے۔ جس آدمی میں قوتِ برداشت ہوتی ہے وہ بھی قوی ہوتا ہے۔ پھر عزم ہے یہ بھی دراصل اِسی قوت کی ایک جھلک ہوتی ہے۔

پس انبیاء علیہم السلام کے سچے متبع قوی بھی ہوتے ہیں اور امین بھی۔ یعنی وہ ہر قسم کی قوت کو ترقی دیتے ہیں اس کی نشوونما کرتے ہیں اور اس طرح اپنے دائرہ میں ایک حسین ترین

وجود بن جاتے ہیں۔

جہاں تک امانت کا تعلق ہے یہ تو دُنیا نے انبیاء علیہم السلام سے سیکھی ہے اور خیانت اسوۂ نبوی سے دُوری کا نام ہے۔ آج پاکستان کو جو ذلّت دیکھنی پڑی ہے، اس کی ایک بڑی اور بنیادی وجہ امین نہ ہونا ہے یعنی امانت کا فقدان اور خیانت میں اتنی وسعت کہ تصور میں بھی نہیں آ سکتی۔ اگر یہ حال نہ ہوتا تو ہمیں آج یہ دُکھ برداشت نہ کرنا پڑتا۔

پھر جہاں تک قوت کا تعلق ہے، اس کے بعض پہلو ورزش سے نشوونما پاتے ہیں۔ اِس لئے جسمانی ورزش کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ جوان کو بھی اور بوڑھے کو بھی۔ (بوڑھا تو میں کسی کو نہیں کہا کرتا اِس لئے مَیں کہوں گا) جوان کو بھی اور جوانوں کے جوان یعنی انصار اللہ کو بھی۔ مرد کو بھی اور عورت کو بھی اِس طرف توجہ دینی چاہئے۔ کبھی توجہ ہو جاتی ہے کچھ اور کبھی بھول ہو جاتی ہے بہت سی۔ اِس لئے چند دن ہوئے بچوں کے ایک اجتماع میں مَیں نے ایک اعلان کیا تھا۔ مَیں آج اسے دُہرانا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ساری جماعت کی ذمہ واری ہے۔

میں نے اُس اعلان میں بچوں سے یہ کہا تھا کہ تم ربوہ میں کھیلوں کو منظّم کرنے کا کام سنبھالو کیونکہ اس انتظام میں اکثر نوجوان ہی آگے آئیں گے اور ان کو میں نے اِس انتظام کی یہ شکل بھی بتائی تھی کہ دو نمائندے تعلیم الاسلام کالج کے، دو جامعہ احمدیہ کے، دو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے، دو خدام الاحمدیہ کے اور دو انصار اللہ کے مل کر سر جوڑیں اور ایسا انتظام کریں کہ ربوہ کا ہر شہری روزانہ ورزش کیا کرے۔

ورزش کے لئے باسکٹ بال کھیلنا ہی ضروری نہیں ہے۔ سب سے اچھی اور سب سے زیادہ آسانی کے ساتھ کی جانے والی ورزش تو سیر ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت بھی ہے۔ اس لئے ربوہ کے دوست روزانہ سیر کے لئے چاروں طرف نکل جایا کریں۔

مَیں جب آکسفورڈ میں پڑھا کرتا تھا تو ہمارا BALLIOL کالج Active (ایکٹو) ہونے کے لحاظ سے ایک خاص مقام رکھتا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ جس طرف بھی سیر کو جائیں، اگر سو طلباء راستے میں سیر کرتے ہوئے ملے ہیں تو اُن میں پچاس سے زیادہ BALLIOL کالج کے ہوتے تھے، غرض وہ بڑا ACTIVE (ایکٹو) کالج تھا۔ وہ سویا نہیں رہتا تھا یعنی ’’پوستی کالج‘‘

نہیں تھا بلکہ ہر چیز میں آ گے تھا۔ پس سیر ایک بڑی اچھی ورزش ہے اور اس میں ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے مختلف نظارے سامنے آتے ہیں۔ شہر کے اندر رہتے ہوئے جو چیزیں نظر نہیں آتیں وہ باہر نکل کر نظر آ جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی جتنی صفات اس کائنات میں جلوہ گر ہیں ہمیں اُن کو دیکھنا چاہیئے اور اُن کے متعلق غور کرنا چاہیئے اور اُن سے لذت حاصل کرنی چاہیئے اور اُن سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے۔

اگلے جمعہ سے پہلے یہ کام شروع ہو جانا چاہیئے یعنی اس کام کے متعلق پروگرام بنانے کے لئے کمیٹی بیٹھ جائے۔ یہ دیکھ کر مجھے بڑی شرم آتی ہے۔ (میں بھی اس کا ذمہ وار ہوں) کہ پچھلے ۲۰ سال سے وہ جگہیں جن کو ہم ربوہ کے کھلے میدان کہتے ہیں یا جس نے ربوہ کا نقشہ بنایا تھا اس نے نقشے میں ان جگہوں کو OPEN SPACES (اوپن سپیسز) دکھایا تھا مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کبھی یہاں عمارتیں ہوتی تھیں اور اب اُن کے کھنڈرات رہ گئے ہیں اور جن کی بنیادوں کے نشان بھی مٹ گئے ہیں۔ غرض وہ جگہیں آبادی کا حصہ معلوم نہیں ہوتیں اور یہ بڑے شرم کی بات ہے۔

پس تمام کھلی جگہوں یعنی اوپن سپیسز (OPEN SPACES) کو کھیل کے میدان بننا چاہیئے۔ تم ان کو کھیل کے میدان میں تبدیل کر دو مگر اس شخص کی طرح نہ کرنا جو جون، جولائی میں دھوپ میں پڑا ہوا تھا اور جسے کسی بھلے مانس راہی نے کہا تھا کہ سامنے ٹھنڈے سایہ دار درخت کے نیچے چلے جاؤ تو اس پر اس نے کہا تھا کہ پھر تم مجھے کیا دو گے؟ تم اس سِلسلہ میں محنت کرو۔ محنت ہی اصل دولت ہے محنت کی جو دولت ہے وہی دراصل ہمارا سرمایہ اور عزت ہے جس کے گرد امانت کی فصیل کھینچی گئی ہے۔ محنت میں اگر خیانت ہو تو یہ ضائع ہو جاتی ہے۔ بے نتیجہ اور بے ثمر ٹھہرتی ہے یا اس کے ثمر کو کیڑا لگ جاتا ہے لیکن جس دولت کو انسان کی محنت کماتی ہے اُسے اس کی امانت قائم رکھتی ہے۔ پس تم محنت کرو اور ساری کھلی جگہوں کو (جو نقشے میں کھلی جگہیں دکھائی گئی ہیں) باغ کی شکل میں تبدیل کر دو۔

ویسے تو بہت ساری جگہیں ایسی بھی ہیں جن کو بعض دوستوں نے مکان کے لئے خریدا تھا۔ مگر سمجھ نہیں آتی کہ وہ کھلی جگہیں ہیں یا مکانوں کی زمینیں ہیں۔ ایسے دوستوں کو توجہ کرنی

چاہئے۔ اُن پر مکان بن جانے چاہئیں۔ جب کبھی ہنگامی حالات پیدا ہوتے ہیں تو پھر لوگ ربوہ کی طرف دوڑتے ہیں اور اس طرح ہمیں بھی ایک اچھا خاصا بوجھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ بعض لوگ جن کو مکان کی ضرورت ہوتی ہے یعنی ہنگامی حالات تو نہیں ہوتے ویسے ان کو مکان کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ مالک مکان سے کہتے ہیں کہ مکان کا ایک حصہ کرایہ پر دے دو (بعض لوگ مفت بھی دے دیتے ہیں) لیکن فرض کرو کرایہ پر مانگا اور وعدہ کیا کہ جس وقت کہو گے ہم خالی کر دیں گے مگر جب ہنگامی حالات پیدا ہوئے اور مالک مکان ربوہ کی طرف دوڑا اور اس نے کہا مکان خالی کرو۔ مگر انہوں نے کہا ہم کہاں جائیں؟ اب یہ جواب دینا کہ ’’ہم کہاں جائیں‘‘ یہ بھی ایک قسم کی خیانت ہے۔ تم ایسا وعدہ کیوں کرتے ہو جسے تم پورا نہیں کر سکتے اور اگر ایسا وعدہ کر سکتے ہو تو باہر میدان میں نکل آؤ۔ تمہارے جسم کو اگر کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اس کا کوئی حرج نہیں لیکن تمہاری روح کو کوئی گزند اور تمہارے اخلاق پر کوئی دھبہ نہیں آنا چاہئے۔ اس لئے جو تم نے وعدہ کیا ہے وہ تم پورا کرو یا وعدہ نہ کرو۔ آخر جس دن تم نے یہ کہا تھا کہ جب کہو گے ہم مکان خالی کر دیں گے۔ اس وقت تم نے جہاں بھی جانے کے متعلق سوچا تھا وہاں چلے جاؤ۔

خیر یہ تو ضمنی بات ہے۔ مَیں یہ کہہ رہا تھا کہ تم محنت کر کے ساری کھلی جگہوں کو باغ کی شکل میں تبدیل کر دو۔ محنت کے علاوہ جہاں تک تمہیں خرچ کرنا پڑے اور تم خرچ کرنے کی مقدرت بھی رکھتے ہو تو خرچ بھی کرو اور جہاں مقدرت نہیں رکھو گے اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ تمہارے لئے کوئی دوسرا انتظام پیدا ہو جائے گا لیکن ابتداء کرنا تمہارا کام ہے اور انجام تک پہنچانا خدائے رحیم کا کام ہے۔

پس اگلے جمعہ سے پہلے یہ کام شروع ہو جانا چاہئے یعنی انتظامیہ بن جانی چاہئے۔ ورزش کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ کچھ عرصہ کے بعد یہاں کسی نہ کسی کھیل کا ٹورنامنٹ کروایا جائے تاکہ کھیلوں کی طرف دلچسپی پیدا ہو۔ سیر کا بھی ٹورنامنٹ ہو سکتا ہے اس کے لئے میں انعام مقرر کر دیتا ہوں مثلاً پانچ میل سیر کا مقابلہ ہو اور دوست آ کر یہ بتائیں کہ اُنہوں نے سیر میں خدا تعالیٰ کی قدرت کے کیا کیا جلوے دیکھے۔ جب وہ یہ لکھ کر دیں گے یا

جسے لکھنا نہیں آتا وہ زبانی بتائیں گے تو اس مقابلہ میں جو اوّل آئے گا۔ اس کو پچاس روپے کا انعام میری طرف سے دیا جائے گا۔ آخر خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوے اسی لئے ہیں کہ ہم ان کو دیکھیں اور ان پر غور کریں۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے ساتھ پیار بڑھتا ہے۔ بعض دفعہ ایک چھوٹی سی چیز ہوتی ہے لیکن اس میں بھی بڑا حُسن نظر آتا ہے مثلاً یہ چھوٹی سی تتلی جو اِدھر سے اُدھر اُڑ رہی ہوتی ہے۔ اس کے اوپر رنگ اس قدر خوبصورت اور خدا تعالیٰ کے فرشتوں نے مختلف رنگوں کے بیل بوٹے اس ہوشیاری کے ساتھ بنائے ہوتے ہیں کہ اگر انسان بنائے تو وہ کہے کہ میں اس کو شاید دس ہزار روپے میں بیچوں گا کیونکہ اس پر میرا بڑا وقت لگا ہے۔ اس پر میں نے بڑا خرچ کیا ہے اور بڑی دماغ سوزی کی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور اس مادہ کو حکم دیا تو وہ خوبصورت تتلی کی شکل میں ہمارے سامنے آجاتی ہے لیکن آپ گزر جاتے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حالانکہ یہ اتفاق سے آپ کے سامنے نہیں آ گئی (دُنیا میں اتفاق کا لفظ غلط طور پر استعمال ہوتا ہے) اُسے تو متصرف بالا رادہ ہستی نے پیدا کیا ہے یہ کسی اندھے اور اندھیرے میں بسنے والے آدمی کا اتفاق نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے جلوے ہیں جو تمہارے سامنے آتے ہیں تاکہ تم ان پر غور کرو اور اُن سے فائدہ اُٹھاؤ۔

جہاں تک امین ہونے کا تعلق ہے اس کی طرف ہر مسلمان اور ہر انسان کو متوجہ ہونا چاہئے۔ جن لوگوں کی کوششیں دُنیا میں ضائع ہوگئیں کچھ دُنیا میں بھی وہ ناکام ہو گئے اور جو کامیاب ہوئے ان کی کوشش کا نتیجہ تب نکلا کہ جب وہ دُنیوی معیار کے لحاظ سے امین تھے۔ اگر وہ امین نہ ہوتے اگر اُن میں رشوت کا ایسا ہی زور ہوتا جیسا کہ کچھ عرصہ پہلے ہمارے ملک میں رہا ہے۔ (اللہ تعالیٰ فضل کرے اور یہ اندھیرے دُور ہو جائیں) تو وہ قومیں کبھی ترقی نہ کر سکتیں۔ دُنیا میں ہر جگہ ہمیں خیانت بھی نظر آتی ہے اس لئے کہ دُنیا مذہب سے دُور ہوگئی ہے۔ خود مذہب میں بھی ہمیں بعض استثنائی صورتوں میں خیانت نظر آتی ہے کیونکہ ہر مذہب میں اور اسلام میں بھی یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی میں بھی ہمیں منافق نظر آتے ہیں اور مذہبی لحاظ سے سب سے بڑا خائن منافق ہے۔ جس آدمی نے اپنے رب کے ساتھ خیانت کی وہ اپنے بھائی کے ساتھ کیسے خیانت نہیں کرے گا؟ بعض دفعہ میں سوچتا ہوں تو

حیران رہ جاتا ہوں کہ یہاں خیانت کا اتنا زور تھا کہ اگر ہم احمدیت کے وجود کو علیحدہ کر دیں تو ایک چھوٹی سی جگہ میں بھی مشکل سے کہیں امانت نظر آتی تھی۔ اس حالت میں قوم کیسے ترقی کر سکتی ہے؟ خیانت صرف یہی نہیں ہوتی کہ کسی کے کچھ پیسے کھالئے جائیں بلکہ اگر کام پورا نہ کیا جائے تو یہ کام میں خیانت ہے یا پھر ذمہ داری کی ادائیگی میں خیانت ہے پھر ذمہ واریاں محض حکومت کی یا قانون ہی کی نہیں ہوتیں بلکہ اخلاقی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔ مذہبی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں۔

ایک ذمہ داری یہ تھی کہ اسلام نے بھائی کو بھائی سے پیار کا حکم دیا تھا مگر بعض لوگوں نے اس میں بھی خیانت کی اور وہ اپنے بھائیوں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ گئے۔ چنانچہ حکومت نے پرسوں زراعت کے متعلق جس نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے اس پر بھی سَٹ پٹا رہے ہیں حالانکہ ان سے روزی تو نہیں چھینی گئی البتہ ان کے عیش کے کچھ حصے ہیں جنہیں کاٹ دیا گیا ہے۔ ۱۵۰ ایکٹر بڑی زمین ہے اگر اس میں پہلے سے زیادہ محنت کی جائے اور عقل سے اس سے فائدہ اُٹھایا جائے تو اس سے بھی بہت کچھ مل جاتا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ مل جاتا ہے جتنا کہ اس اعلان سے (جسے زرعی انقلاب کہا گیا ہے اس کے نتیجہ میں) ان کروڑوں کو ملے گا جن کو آج تک تم حقارت کی نگاہ سے دیکھتے چلے آرہے تھے۔ گو اب بھی فرق ہے لیکن یہ صحیح ہے کہ اس سے عزت کی زندگی کے پہلے سے زیادہ سامان میسر آگئے اور آسودہ زندگی کے کچھ بہتر سامان پیدا ہو گئے ہیں کیونکہ اب بھی جن لوگوں کے خاندان کے پاس آٹھ یا دس ایکٹر زمین رہے گی۔ ان کو پھر بھی روکھی روٹی کھانی ہے لیکن الا ماشاء اللہ وہ ان کی حقارت کی نگاہ سے محفوظ ہو جائے گا۔

پس اسلام نے تو سب کو برابر کر دیا تھا چنانچہ جہاد کے ایک سفر میں ایک موقع پر کھانے کی تنگی کے پیش نظر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ ساری کھجوریں لے آؤ۔ آپ کے اس ارشاد کی تعمیل میں جس آدمی کے پاس ایک من کھجور تھی وہ بھی لے آیا اور جس کے پاس دو کھجوریں بچی ہوئی تھیں وہ بھی لے آیا۔ آپ نے سب میں برابر تقسیم کر دیں۔ اب جس سے آپ نے ایک من کھجور لی تھی اس کو آپ نے پیسے نہیں دیئے اور نہ اُن سے پیسے لئے

تھے جن میں آپ نے کھجوریں تقسیم کیں تھیں۔ یہ بھی ایک اعتراض ہے کہ دیکھو جی کہتے ہیں پیسے دیئے بغیر زمین لے لینی ہے۔ مگر وہ یہ نہیں سوچتے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجوروں کے کب پیسے دیئے یا لئے تھے۔ اگر آج حکومت انہیں پیسے دے تو پھر جن کو حکومت دے گی ان سے بھی پیسے لے گی۔ مگر جس غریب کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی جارہی ہے اس کے گھر میں تو کھانے کے لئے پہلے ہی کچھ نہیں۔ وہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے پیسے کہاں سے دے گا۔ اگر آپ کہیں کہ وہ قسط وار دے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اگلے دس پندرہ سال تک پہلے سے بھی زیادہ تنگی کے ساتھ زندگی گزارے گا۔

پس اگرچہ اس زرعی اصلاحات کے اعلان سے چند ہزار آدمیوں کو چُبھن ضرور ہے۔ ان کو تکلیف ضرور ہوگی۔ لیکن انہیں چاہئے کہ اس تکلیف کا اندازہ لگائیں جو اس وقت کروڑوں آدمیوں کو لاحق ہے اور پھر اس نئے انتظام میں بھی جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے۔ لوگوں کی ساری تکلیفیں دور نہیں ہوں گی اور نہ ہی عقلاً دور ہوسکتی ہیں۔ آپ کسی کاغذ پر حساب لگا کر دیکھ لیں کہ کتنے آدمیوں میں زمین تقسیم ہونی ہے اور ان کو کتنی کتنی زمین ملے گی۔ بڑی تھوڑی زمین ملے گی کیونکہ اب بھی ایک بڑا یونٹ جو باقی رکھا گیا ہے۔

ان چند ہزار لوگوں کو یہ سوچنا چاہئے کہ جو زمین تمہارے پاس باقی رہ گئی ہے اس سے تم زیادہ سے زیادہ فائدہ اُٹھاؤ۔ اگر تم زیادہ سے زیادہ محنت زیادہ توجہ اور زیادہ ہوشیاری سے سرمایہ لگا کر اور کھاد دے کر اور پانی کا بہتر انتظام اور نگرانی کر کے اُس کی آمد دس گنا تک لے جاؤ تو اس طرح گویا تمہاری زمین ۱۱۵۰ ایکڑ سے دس گنا بڑھ گئی یعنی ۱۱۵۰۰ ایکڑ ہوگئی اور اسی طرح اگر تم اپنی آمد بیس گنا تک لے جاؤ تو پھر تو تم تین ہزار ایکڑ کے مالک بن گئے اب زمین کو تو کسی نے چاٹنا نہیں۔ زمین کا مطلب وہ آمد ہے جو اس سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر یہ چند ہزار لوگ اپنی باقی زمین بخوشی حکومت کے حوالے کر دیں تو اس سے قوم کو بھی فائدہ ہے اور ذاتی طور پر ان کو اور ان کے خاندان کو بھی فائدہ ہے۔

اس وقت حال یہ ہے (اور مجھے امید ہے کہ حکومت بھی اس طرف توجہ کرے گی) کہ ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ایکڑ زمین ایسی ہے جس میں مالکوں نے ہل تک نہیں چلایا مثلاً یہ

بڈھ کا علاقہ ہے اس کا ایک حصہ لوگوں نے دس سالہ یا پانچ سالہ لیز پر لیا ہے اور اب پہلی دفعہ وہاں زراعت ہونے لگی ہے چنانچہ جس علاقہ کو کئی سو سال سے ناقابل زراعت سمجھا جا رہا تھا وہ اس وقت بڑا ہی پیداوار دے رہا ہے اور جو ذاتی یعنی انفرادی ملکیت کے علاقے ہیں وہاں اب بھی بہت سی زمین خالی پڑی ہوئی ہے۔ چنانچہ لالیاں کے پاس ایک پُل ہے اس کے اور لالیاں کے درمیان ایک ایسی جگہ نظر آتی ہے جہاں کبھی پانی ہوتا تھا اب وہاں پانی نہیں رہا کیونکہ ٹیوب ویل لگ گئے ہیں۔ اس لئے پانی خشک ہو گیا ہے یہ زمین بڑی اچھی ہے کیونکہ کئی سَو سال سے اسے جانوروں کا پیشاب اور گوبر کی کھاد ملتی رہی ہے اس لئے یہ زمین ہے تو بڑی اچھی لیکن چونکہ وہ اردگرد کے دیہات والوں کی ملکیت ہے اور اُن کے پاس اس سے بہت اچھی زمین موجود ہے۔ اس لئے وہ مزے لے رہے ہیں اور یہ زمین خالی پڑی ہوئی ہے۔ اس کی طرف اُن کو توجہ ہی نہیں ہے۔ اس طرح کی جو زمینیں خالی پڑی ہوئی ہیں، ان کو رکھنے کا عقلاً اور شرعاً کسی کو حق ہی نہیں ہے۔ اب جس زمین کو تم استعمال میں نہیں لا سکتے اُسے بخوشی حکومت کے حوالے کر دو کیونکہ ایسی زمین کو تم استعمال میں نہ لا کر اپنے بھائی کا نقصان کر رہے ہو۔

پس حکومت کو چاہئے کہ وہ اس طرف بھی توجہ دے اور ایسی زمین جس میں کاشت کی جا سکے اور کاشت سے میری مراد یہ نہیں کہ وہاں کپاس لگ سکے یا وہاں گندم لگ سکے یا وہاں چاول لگ سکے بلکہ اگر وہاں بیریاں لگ سکیں یا جھاڑیاں لگ سکیں جو وہاں لکڑیاں پیدا کریں۔ ہر وہ چیز جو اس زمین کے درختوں کے نتیجہ میں اور کھاد اور اس کے استعمال کے نتیجہ میں پیدا ہو وہ دراصل اسی کھیتی کی پیداوار ہے بہرحال ایسی زمینوں کو بھی آباد کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک نعمت عطا فرمائی ہے اس لئے ہمیں اس کا ناشکرا بندہ نہیں بننا چاہئے۔

اِن زرعی اصلاحات سے چھ کروڑ کے اس ملک میں چند ہزار آدمیوں کو (یعنی وہ لاکھوں بھی نہیں ہوں گے بلکہ ہزاروں میں گنے جا سکتے ہیں) تھوڑی سی تکلیف ہو گی۔ انہیں اپنے بھائیوں اور پاکستان کی مضبوطی کی خاطر یہ تکلیف برداشت کرنی ہو گی۔

وہ میری بات سنیں گے تو شاید غصے میں آ جائیں اس واسطے اگر وہ چاہیں تو میں ان کو

مخاطب ہی نہیں کرتا لیکن میں اپنے احمدی بھائیوں کو ضرور مخاطب کرنا چاہتا ہوں۔ انہیں چاہیے کہ وہ بشاشت کے ساتھ حکومت کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ اگر آپ نے اس ملک کے شہری کی حیثیت سے باعزت زندگی گزارنی ہے تو اس ملک کو باعزت اور مضبوط بنانا پڑے گا اس کے لئے اگر تمہیں کوئی قربانی دینی پڑے تو تم ہنسی خوشی اور بشاشت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہ قربانی دو۔ اسی میں اللہ تعالیٰ برکت کے سامان پیدا کرے گا۔ اُس پر توکل تو کر کے دیکھو۔ تم نے کب اللہ تعالیٰ پر توکل کیا اور اس نے تمہاری انگلی چھوڑ دی؟

پس ہم نے قوی بھی بننا ہے اور امین بھی بننا ہے اور امین کے متعلق جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس کے یہی معنی نہیں کہ جو خیانت نہ کرے وہ امین ہے۔ یعنی صرف پیسے میں خیانت مراد نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو بھی طاقت دی ہے اگر آپ اس کا صحیح استعمال نہیں کرتے تو آپ خائن ہیں۔ امین نہیں ہیں۔ آپ اپنی عقل اور فراست کے ساتھ اپنی تھوڑی سی زمین سے بہت زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن اگر آپ اپنی عقل اور فراست سے کام نہیں لیتے اور زمین سے پورا فائدہ نہیں اُٹھاتے تو آپ خائن ہیں۔ آپ اپنے نفس کے غدار ہیں آپ اپنے نفس سے بھی خیانت کرنے والے ہیں اور اپنی قوم سے بھی خیانت کرنے والے ہیں اور اپنے لاکھوں کروڑوں بھائیوں سے بھی خیانت کرنے والے ہیں۔ اس لئے جہاں تک زمین کا تعلق ہے تم ''تھوڑے'' اور ''بہتے'' کا خیال نہ رکھو لیکن جہاں تک اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کا سوال ہے تم بہت اور بہت اور بہت کا خیال رکھو۔ تم اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرو اور اس پر توکل رکھو۔ اپنی قوتوں کا صحیح اور بہتر اور بافراست اور پورا استعمال کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی برکتوں سے نوازے گا۔ تھوڑی زمین میں سے تمہیں بہت سا مل جائے گا اور اس طرح قوم بھی ترقی کرے گی۔

ابھی تک زرعی اصلاحات کا جو اعلان ہوا ہے وہ ایک عام اعلان ہے کہ زرعی اصلاحات کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں ابھی کوئی قانون نہیں بنایا گیا اس کے متعلق آج اخبار میں آیا ہے کہ دس مارچ کو اس کا اعلان کیا جائے گا۔ اس کے بعد میں شاید تفصیل سے اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالوں گا لیکن اب جس طرح کا یہ عام اعلان تھا اسی طرح میں نے اس وقت اس مسئلے پر عمومی رنگ میں روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ یہ بتانے کے لئے کہ آپ امین بنیں

اور قوی بنیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے گا۔ آپ بھوکے نہیں رہیں گے۔ آپ عزت کے ساتھ عزت کی روٹی کھائیں گے اور عزت کی زندگی گزاریں گے کیونکہ یہ سمجھنا کہ چند ہزار آدمیوں کی عزت ہو اور چند کروڑ بے عزت رہیں اور قابل نفرت سمجھے جائیں یہ غلط ہے یہ سمجھنا کہ اس طرح ان کی عزت قائم رہتی ہے یہ حماقت ہے۔ اگر دُنیا کی نگاہ میں پاکستان کی عزت نہیں (کیونکہ تم تو دُنیا کو دیکھتے ہو) تو پھر تمہاری عزت بھی نہیں خواہ ارب ہا روپیہ تمہاری جیب میں کیوں نہ ہو اور اگر تمہارے اصول کے مطابق دُنیا کی نگاہ میں پاکستان قوی اور باعزت بن جائے اور عزت واحترام کا اپنا حق دُنیا سے لینے کے قابل ہو تو پھر تمہاری بھی عزت ہے ورنہ دُنیا میں تمہاری کوئی عزت نہیں ہے۔

میں اپنے احمدی دوستوں سے یہ کہتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ایک عزت ملی ہے، اُس کو کھو نہ دینا اللہ تعالیٰ نے تمہیں یہ فرمایا ہے کہ میرا کہنا مانو گے تو میں تمہیں اور بھی زیادہ عزت دوں گا۔ میں تمہیں عزت کی نگاہ سے دیکھوں گا اور اللہ تعالیٰ کی عزت کی نگاہ یہی ہے نا کہ وہ پیار کرتا ہے وہ ہمارے لئے روحانی اور اخلاقی اور دُنیوی لحاظ سے ترقی کی راہیں کھولتا ہے۔ جب خدا تعالیٰ کی نگاہ میں عزت ہو جائے تو یہ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَةً وَّ فِی الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً (البقرہ:۲۰۲) کا سماں ہوتا ہے۔ دُنیا کی نگاہ میں جو عزتیں ہیں گو ہم تو ان کو کچھ نہیں سمجھتے لیکن اللہ تعالیٰ ہمیں وہ بھی عطا فرماتا ہے لیکن ہماری نگاہ دُنیا کی طرف نہیں اُٹھتی۔ ہماری نگاہ تو اللہ تعالیٰ جو بڑا ہی پیار کرنے والا ہے اُس کے چہرے کی طرف اُٹھتی ہے اور اگر وہاں ہمیں عزت اور پیار مل جائے تو پھر ہمیں دُنیا اور دُنیا داروں سے کیا تعلق؟ لیکن جو دُنیا والے ہیں جنہیں ابھی تک اسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام کی پوری طرح سمجھ نہیں اُن کو بھی میں یہ کہوں گا کہ دُنیا کی طرف اگر تمہاری نگاہ اُٹھتی ہے تو اپنے ملک کو دُنیا کی نگاہ میں باعزت بناؤ تب تمہاری عزت ہوگی ورنہ نہیں ہوگی۔

یہ تو میں نے مختصراً قوی اور امین کی بحث میں ضمناً زرعی اصلاحات کا بھی ذکر کر دیا ہے۔ ایک ہفتہ کے اندر اندر مجلس انتظامیہ یا جسے میں نے ”مجلس صحت“ ربوہ کا نام دیا ہے وہ بن جانی چاہئے اور اس کے اراکین کو سر جوڑ کر ایک ابتدائی سکیم بنا دینی چاہئے۔ اگر آپ کو

(یعنی اراکین مجلس کو) ضرورت ہو تو مجھے بھی ساتھ لے جائیں اور ساری OPEN PLACES (اوپن پلیسز) دکھائیں۔ پھر ہم مشورہ کریں گے اور اندازہ لگائیں گے کہ آپ کتنا کام اپنی محنت سے بغیر جماعتی مدد کے کر سکتے ہیں اور کتنا کام جماعتی مدد کے ساتھ کر سکتے ہیں۔ جماعتی مدد سے میری مراد آپ کی تنظیم سے باہر کی مدد ہے لیکن یہ بھی دراصل غیر کی طرف سے مدد نہیں کیونکہ وہ مدد جو ماں باپ کی طرف سے ملا کرتی ہے وہ غیر کی مدد نہیں ہوا کرتی۔ تاہم یہ بات تو مَیں آپ کو نظام کے لحاظ سے غیرت دلانے کے لئے کہہ رہا ہوں کہ جتنی جماعتی مدد کی ضرورت ہوگی وہ انشاء اللہ تمہیں مل جائے گی۔ اس لئے میرے نوجوان بچو! تمہیں چاہئے کہ تم ایک سال کے اندر اندر ان کھلی جگہوں کی شکل بدل کر رکھ دو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور وہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۷ اپریل ۱۹۷۲ء صفحہ ۲ تا ۴)